پروفیسر نعیم مسعود (لاہور)

مجلس احرار اسلام کی بزم آرائی

مجلس احرار اسلام کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ یہ بیدار مغز افراد کا وہ مجموعہ ہے جن کے قلب و ذہن میں نظریہ اسلام، نظریہ پاکستان اور عصر حاضر میں چیلنجز کے نقشے اور ضروریات بالکل واضح ہیں۔ یہ صاف شفاف لوگ مسلکی پیچیدگیوں سے ہٹ کر خالصتاً محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دم بھرتے ہیں۔ توحید اور ختم نبوت کے اعتبار سے مجلس احرار اسلام کے لوگ ہمارے ایمان کو تازگیاں بخشنے اور قوت سے ہمکنار کرنے کے لیے گاہے بگاہے محفلیں سجاتے رہتے ہیں۔

ہماری ذاتی رائے کے مطابق مجلس احرار اسلام کے لوگ جب کسی کانفرنس یا اجتماع کا اہتمام کرتے ہیں تو اس میں سادگی اور پروقار عناصر کے علاوہ تربیت کا عنصر زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ان کے کنونشن طالب علموں سے لے کر علمائے کرام تک تربیتی نشست کی فلاسفی اور منظر بن جایا کرتے ہیں۔ بندہ ان کی تقریبات سے کوئی آلودگی لے کر نہیں اٹھتا۔ بلکہ اپنے دامن میں پاکیزگیاں بھر کر اٹھتا ہے۔ ایسے جیسے کسی غنی کے پاس سے اٹھے تو جھولیاں بھر کے اٹھتا ہے۔ کسی عالم کے پاس سے اٹھے تو علم کا نور لے کر اٹھتا ہے۔ بالکل اسی طرح مجلس احرار اسلام کے اجتماع سے چشم بینا لے کر الوداع ہوتا ہے۔

ہم یہ اکثر کہتے ہیں کہ چودھری، وڈیرے، سیاست دان وغیرہ مر جائیں تو شر چھوڑ کر جاتے ہیں۔ وہ شر وزیری ابن وزیری، جائیداد کے جھگڑے، بدمعاشی کی بقا یا ظلم و ستم کا جاری رہنا ہوتا ہے۔ لیکن جب کوئی صاحب کردار شخص اس جہانِ فانی سے جاتا ہے، وہ غریب ہو یا امیر وہ پیچھے ایک عام اور ایک قابل تعریف اور قابل تقلید اعزاز اور کام چھوڑ کر جاتا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ جب کوئی تحریکی پیچھے عمدہ تحریک چھوڑ کر جائے تو وہ آنے والی نسلوں کے لیے خیر ہی خیر کے دریچے کھول کر جاتا ہے۔

تحریک تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے مجلس احرار اسلام کا نام آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تحریک اور خاندان اپنی جگہ ایک خصوصی مقام رکھتے ہیں۔ موجودہ زمینی حقائق اور تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ ایسے خوش بخت کم ہی ہیں جن کو آئندہ نسل (اپنی نسل) ایسی ملی کہ اس نے کسی مثبت تحریک کا علم بلند رکھا۔ ایسا تو کئی بار ہوا کہ مخلص کارکنان میسر آ گئے۔ ہاں ایسا بھی بار ہا ہوا کہ کعبے کو بت خانوں سے پاسبان مل گئے...... بہرحال عطاء اللہ شاہ بخاری وہ خوش بخت داعی ہیں جنھیں قابل ستائش کارکنان بھی ملے اور قابل ستائش بھائی، بیٹے، پوتے اور نواسے بھی ملے۔ ایسے شاندار اور جاندار بھائی، بھتیجے، بیٹے، پوتے اور نواسے کہ جنھوں نے خانقاہوں میں چراغاں کر کے مال و زر لوٹنے کی کوشش نہیں کی۔ انھوں نے توحید و سنت پر عمل پیرا ہونے کی صدائیں بلند کیں۔ شور شرابوں اور ڈھول باجوں کے بجائے کارکنان بخاری اور اولاد بخاری نے اذانیں دینے کا بیڑا اٹھایا اور وہ اذانیں کہ جن میں آوازِ بلالی اور روحِ غزالی کی بازگشت موجود ہے۔

بات چل رہی تھی اس بزم کی جس کا اہتمام مجلس احرار کے کارکنان، قائدین اور مجاہدین نے مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں کیا۔ ۸/ مارچ کی شب کو ۱۹۵۳ء کے شہدائے ختم نبوت کے نام کیا گیا۔ وہ شہداء جو تحریک بن کر شریانوں میں دوڑتے ہیں اور دل کی دھڑکن میں دھڑکتے ہیں۔ جو زندگی کا احساس بھی ہیں اور اساس بھی، زندہ بھی ہیں اور جوان بھی۔ اساس اور احساس کے تناظر میں اکثر جو بات ذہن میں آتی ہے وہ یہ کہ مجلس احرار اسلام سے لے کر جماعت اسلامی تک

، جمعیت علماء اسلام سے لے کر جمعیت اہلحدیث تک، جمعیت علمائے پاکستان سے لے کر تبلیغی جماعت تک، شانِ صحابہؓ کی بات کرنے والوں سے لے کر جماعت الدعوۃ تک لوگ خیر ہی خیر ہیں اور ہر دم اپنے اپنے انداز میں خیر کے درواکرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ بلاشبہ ان کے مثبت کاموں سے باطل کے ایوانوں میں زلزلے آتے ہیں اور باطل کے لیے خیر کا دم بھرنے والوں کی چھاتی پر بھی مونگ دلی جاتی ہے۔ بہر حال یہ اساس اور احساس میں' قوت ایمانی اور اسلامی موجوں کی روانی کا باعث ہیں۔

قارئین کرام! سیاسی اختلافات اور مسلکی نزاکتیں اپنی جگہ لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ مصدقہ ہے کہ عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور مولانا ابوالحسنات کے تحریک تحفظ ختم نبوت...... والے معرکوں کو' کوئی بریلوی، وہابی، دیوبندی مسلم لیگی، پیپلیا یا لغاری، مزاری، چودھری اور ٹوانہ فراموش نہیں کر سکتا۔ یہ وہ نام ہیں جنھوں نے یہودیوں اور عیسائیوں کی مشترکہ پیشکش کے آگے بند باندھے۔ انھوں نے ''یورپی یونین'' عیسائیت، یہودیت اور ہندوایجنسیوں کے نشتری یعنی مرزائیت کو اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کی سازش کو ایسے نکال پھینکا جیسے مکھن سے بال نکالتے ہیں۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ قادیانی کل بھی پاکستان میں وہ مقام چاہتے تھے جو امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہے اور یہ مرزائی آج حکمرانوں اور چند شیطانوں کی مدد سے وہی خواب دیکھ رہے ہیں۔ لیکن جب تک اسلام کے سپاہی احرار کارکن، مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تحریکی دھڑکنیں، جہادی سپہ سالار اور بیدار مغز روشن ضمیر زندہ ہیں تب تک مرزائیوں کے خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکیں گے۔

بات چل رہی تھی ان کی جو پتھروں کو ریشم نہیں پہناتے اور رنگین غلاف چڑھانے میں وقت ضائع نہیں کرتے۔ جی ہاں! تذکرہ ان کا جو جا کر مزاروں کا طواف نہیں کرتے...... جو داعی ہیں' رہزن اور لٹیرے نہیں، جو مربی ہیں، فقط مربی جن کی جبین سجدہ ہائے غیر سے واقف نہیں۔ یاد رکھئے گا جو لوگ خاک کے تودوں پر سجدوں کے لیے نہیں گرتے، وہ کسی منصب وجاہ وحشم کی آرزو نہیں رکھتے، وہ صرف اور صرف خالق کونین کے صالحین اور مصلحین ہوا کرتے ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کے اخلاص اور احساس کے سبب پتھر دلوں پر بھی اثر ہونے لگتا ہے۔ وطن سے بھاگنے والوں کو بھی سمجھ آجاتی ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو جیسے لوگ جو اپنے زمانے کے ''روشن خیال'' تھے۔ انھیں بھی علمائے حق اور علمائے حق کے نقش قدم پر چلنے والوں کی سمجھ آجاتی ہے۔ کتنے مکرم اور محترم ہیں۔ تحریکوں کو برپا کرنے والے اور بھٹو جیسے لوگوں سے اسلام کے بڑے بڑے رکے ہوئے کام نکلوانا جہاں جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ وہاں خیر و برکت کی منہ بولتی تصویر اور داستان بھی ہے۔ غیر جانبداری سے دیکھا جائے تو اس کا کریڈٹ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، ابوالوفاء مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ جیسے لوگوں اور ان کے کارکنان کو جاتا ہے۔

۸؍مارچ ۲۰۰۷ء کی شب اس ماہتابی تقریب میں جو مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام تھی۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے حاضرین مجلس کو ایک تحریر پڑھ کر سنائی۔ ہماری خواہش ہے کہ یہ تحریر اپنے قارئین سے بھی شیئر کی جائے۔

> ''احمد یہ مسئلہ...... یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس پر بھٹو صاحب نے کئی بار کچھ نہ کچھ کہا۔ ایک دفعہ کہنے لگے: رفیع! یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے یعنی ہماری ہر پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے۔
>
> ایک بار انھوں نے کہا کہ قومی اسمبلی نے انھیں غیر مسلم قرار دیا ہے۔ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ ایک دن

اچانک مجھ سے پوچھا کہ کرنل رفیع الدین! کیا احمدی آج کل یہ کہہ رہے ہیں کہ میری موجودہ مصیبتیں ان کے خلیفہ کی بددعا کا نتیجہ ہیں کہ کال کوٹھڑی میں پڑا ہوں؟ ایک مرتبہ کہنے لگے بھئی ان کے اعتقاد کو دیکھا جائے تو وہ صرف حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو آخری نبی ہی نہیں مانتے اور اگر مجھے اپنے آپ کو غیر مسلم قرار دینے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں تو کوئی بات نہیں۔ پھر کہنے لگے میں تو بڑا گناہگار ہوں اور کیا معلوم کہ میرا یہ عمل ہی میرے گناہوں کی تلافی کر جائے اور اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہ اس ایک عمل کی بدولت مجھے معاف کر دے۔ بھٹو صاحب کی باتوں سے میں اندازہ لگایا کرتا تھا کہ شاید انھیں گناہ وغیرہ کا کوئی خاص احساس نہ تھا لیکن اس دن مجھے محسوس ہوا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔‘‘ (’’بھٹو کے آخری ۳۲۳ دن‘‘ از کرنل رفیع الدین)

سیاسی معاملات اپنی جگہ پر لیکن بھٹو، مرزائیوں کو جو اقلیت قرار دینے والا کارنامہ سرانجام دے گئے اسے نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ لیکن یہ بھی ممکن نہیں کہ ہم علماء کرام کو فراموش کر دیں، جنھوں نے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کی تحریکوں کو سینے پر گولیاں کھا کر اور لہو کی ندیاں بہا کر زندہ اور جاری رکھا۔ شہداء کو کون بھول سکتا ہے۔

مرزائیت ایک بہت بڑا فتنہ تھا اور ہے۔ یہ اسلام میں ’’رہ کر‘‘ اسلام کو نقصان پہنچانے کے درپے تھے۔ ایک تو یہ سچ ہے کہ اللہ نے اسلام کے تحفظ کا خود ذمہ اٹھا رکھا ہے۔ بھلا کوئی ہندو، یہودی، عیسائی، بدھ مت، کیمونسٹ اور مرزائی کیا نقصان اور کہاں تک نقصان پہنچائیں گے۔ دوسرا سچ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخصوص بندوں کو اعلیٰ ظرف سے نواز رکھا ہے جو محمد عربی، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی انتہا رکھتے ہیں۔ وہ ایسے فتنوں کا سدباب کرنے کے لیے ہر وقت تندرست و توانا اور تیار بیٹھے ہوئے ہیں۔

مصور پاکستان شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے فرمایا تھا:

’’ملت اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے مطالبہ تسلیم کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ حکومت نے ۱۹۹۹ء میں سکھوں کی طرف سے (ہندوؤں سے) علیحدگی کا انتظار نہ کیا تھا۔ اب وہ قادیانیوں سے اپنے مطالبے کے لیے کیوں انتظار کر رہی ہے۔‘‘

متذکرہ کانفرنس میں تمام علمائے دین اور مقررین کا مرکزی نکتہ یہی تھا کہ قادیانی فتنہ کو اقلیت قرار دینے کے بعد باطل قوتیں انھیں اسلام کے خلاف برابر استعمال کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ حتیٰ کہ موجودہ حکومت انھیں تحفظ فراہم کرتی پھر رہی ہے۔ حکمران لیگ کے جنرل سیکرٹری مشاہد حسین ’’سید‘‘ تک نے اپنے بیرون ملک دوروں میں اظہار کیا ہے کہ شور شرابے اور احتجاج کا خدشہ نہ ہو تو ہم تو قادیانیوں کے حوالے سے آئینی تبدیلی لانے کو تیار ہیں...... (استغفر اللہ) نہ جانے یہ حکومت کیوں غیروں کے اشارے پر حقوقِ نسواں سے لے کر قادیانی فتنے جیسے معاملات کو اپنی روشن خیالی کی ضرب سے حق کی بجائے شر کی شاہراہ پر گامزن کرنا چاہتی ہے۔ بہرحال یہ ممکن نہیں۔ ۱۴ صدیوں سے کفار اپنی ناپاک سازشوں سے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے سازشیں کر رہے ہیں۔ ہمارے آج کے حکمران ذہن نشین رکھیں کہ......

’’اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے۔ حالاں کہ اس پر کوئی وحی نہ آتی ہو۔‘‘ (الانعام: ۹۳)

بات چل رہی تھی کہ مرزائی وہ مقام چاہتے ہیں جو مغرب میں یہودیوں کو حاصل ہے اور یہ مرزائی' امریکہ شریکہ اور برطانیہ شرطانیہ کو اچھے بھی اس لیے لگتے ہیں کہ ایک طرف یہ ''اسلام میں'' اسلام مخالف فتنہ ان کے لگائے ہوئے پیچ سے نمو پایا اور دوسری بات یہ ہے کہ مرزائیت جہاد کی ضد کا نام۔ مرزائیت کفر تو ہے ہی۔ لیکن مغرب یہ چاہتا ہے کہ مرزائی دائرہ اسلام ہی میں رہ کر اسلام مخالف ذمہ داریوں کو نبھائیں...... لیکن دائرہ اسلام میں عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور توحید وسنت کی فلاسفی سے آبیار طبقہ اس کفر اور مرتد طبقے کو پنپنے دے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ زمانہ گواہ ہے کہ روشن ضمیر اور غیرت مند مسلمانوں کے ہاں ژرف نگاہی اور تعمق کی فراوانی ہوا کرتی ہے۔

جن کے ذہن میں یہ حدیث مبارکہ ہو کہ ''قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے نبی پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' (ترمذی/ابوداؤد) آپ خود ہی فیصلہ کریں وہ کسی مرزا قادیانی کی آلودگی کو کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ تحریک تحفظ ختم نبوت کے اثرات اور شکل میں آج بھی سرگرم اور جذبوں میں بیدار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے کراچی میں ستمبر ۱۹۵۱ء کے ایک خطاب کی یاد تازہ کر لیں:

''تصویر کا ایک رخ تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی میں یہ کمزوریاں اور عیوب تھے۔ اس کے نقوش میں توازن نہ تھا، قد وقامت میں تناسب نہ تھا، اخلاق کا جنازہ تھا، کریکٹر کی موت تھی، سچ کبھی نہ بولتا تھا، معاملات کا درست نہ تھا، بات کا پکا نہ تھا، بزدل اور ٹوڈی تھا، تقریر و تحریر ایسی ہے کہ پڑھ کر متلی ہونے لگتی ہے۔

لیکن میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اگر اس میں کوئی کمزوری نہ بھی ہوتی، وہ مجسمہ حسن و جمال ہوتا قویٰ میں تناسب ہوتا، چھاتی ۴۵ انچ کی، کمر ایسی کہ سی آئی ڈی کو بھی پتا نہ چلتا، بہادر ہوتا، مردِ میدان ہوتا، شاعر ہوتا، فردوسیٔ وقت ہوتا، ابوالفضل اس کا پانی بھرتا، خیام اس کی چاکری کرتا، غالب اس کا وظیفہ خوار ہوتا، انگریزی کا شیکسپیئر ہوتا اور اردو کا ابوالکلام ہوتا پھر نبوت کا دعویٰ کرتا تو کیا ہم اسے نبی مان لیتے؟

میں تو کہتا ہوں کہ اگر علی (رضی اللہ عنہ) دعویٰ کرتے کہ جسے تلوار حق نے دی اور بیٹی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دی، سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان غنی بھی دعویٰ کرتے تو کیا بخاری انھیں نبی مان لیتا؟ نہیں ہرگز نہیں۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کائنات میں کوئی انسان ایسا نہیں جو تخت نبوت پر سج سکے اور تاج امامت ورسالت جس کے سر پر ناز کرے۔''

بخاریؒ کے ان لفظوں کو دیکھ کر علیم ناصری یاد آ گئے کہ:

آج بھی ان سرفروشوں سے جہاں آگاہ ہے
نقش پا ان کا زمانے کو چراغِ راہ ہے

تذکرہ چل رہا ہے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے سکول آف تھاٹ کا۔ جس کے علم کو سید عطاء المحسن بخاری نے بھی آخری سانسوں تک بلند رکھا۔ جن کا علم اب سید عطاء المہیمن بخاری کے ہاتھوں میں سربلند ہے۔ کفیل بخاری کے پاس جس کی پاسبانی، اساس اور احساس کی کہانی ہے۔ ہمارے محترم دوست عبداللطیف خالد چیمہ سایہ دار شجر کے لیے ''بھر بھر مشکاں پانی

لاوے'' والے کارکنیت میں مگن ہیں۔ اخلاص کے یہ پیکر دیکھ کر دل میں خیال آتا ہے کہ......

آئینِ جواں مرداں ، حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

قارئین! معذرت کے ساتھ، ہم نیت لیے بیٹھے تھے کہ ۸/ مارچ والی شب بیداری کی بات کریں گے جو شبستانِ بخاری میں ہوئی۔ لیکن محسوس ہو رہا ہے کہ اس پُر وقار تقریب کے مقررین کے حسن اور اثرات کی بات اس تحریر میں پھر نہیں سمو پائیں گے۔ لیکن کم از کم اتنا بتاتے چلیں کہ ۱۹۵۳ء کے شہدائے تحفظ ختم نبوت کی یاد میں منعقد اس مجلس میں وہ سبھی کردار اور اقرار موجود تھے جن میں توحید کی پرچم کشائی بحر بیکراں کی طرح پائی جاتی ہے۔ بلاشبہ سٹیج پر جلوہ افروز وہ لوگ حق پرست وحق شناس وحق بیان وحق نما کا گلدستہ تھے۔ سید عطاء المہیمن بخاری کی زیر صدارت اس کانفرنس میں شیخ الحدیث مفتی حمید اللہ جان (جامعہ اشرفیہ)، مولانا امیر حمزہ (جماعت الدعوۃ)، حافظ محمد ادریس (نائب امیر جماعت اسلامی)، مولانا محمد امجد خان، مولانا سیف الدین سیف (جمعیت علماء اسلام)، مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، فیصل آباد سے مولانا مجاہد الحسینی، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف چیمہ سمیت متعدد علمائے کرام واساتذہ کرام تشریف فرما تھے۔ اس تقریب میں شرکت ہی کم اعزاز نہ تھا۔ تاہم خاکسار اور گناہگار کو چند گزارشات کا بھی موقع ملا۔ جہاں اتنے بڑے بڑے بت شکن، باطل شکن، خوش عقیدہ لوگ ہوں وہاں ہماری کوئی حیثیت تو نہیں ہوتی مگر حیثیت اس وقت بن ضرور جاتی ہے کہ جب ان لوگوں کی تحریکوں اور گفتگوؤں سے ایمان میں جوش اور قوت آجاتی ہے۔

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان
ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
8 اپریل 2007ء اتوار بعد نماز مغرب
دفتر احرار 69/C وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر واصلاحی بیان ہوتا ہے
تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465